حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ دامت برکاتہم
(شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
واقعات ومشاہدات

حضرت امیر شریعتؒ سے پہلی ملاقات

خطیب العصر سالار احرار امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے چہرۂ انور کے دیدار کی پہلی مرتبہ سعادت عمدۃ العارفین الحاج سید مہربان شاہ بخاریؒ کے سالانہ اجتماع میں نصیب ہوئی، جو سالانہ عرس کے نام سے خانقاہ قادریہ مہربانیہ اکوڑہ خٹک میں منعقد کرتے تھے۔ حضرت امیر شریعتؒ نے تین گھنٹے مسلسل ختم نبوت کے موضوع پر آیات واحادیث کی روشنی میں نادرۂ روزگار خطاب سے عظیم الشان اجتماع کو مسحور کر دیا تھا، جس میں صوبہ سرحد کے جیّد، ممتاز اکابر، مشائخ، علماء اور دانشور حضرات موجود تھے۔ میں نے اپنے استاد حضرت مولانا سید بادشاہ گل صاحب شیخ الجامعہ سے استفسار کیا کہ آپ نے کیسے امیر شریعتؒ کو عرس کی تقریب میں شرکتِ خطاب کی دعوت دی ہے جبکہ وہ عرس کے شدید مخالف تھے؟ حضرت شیخ الجامعہ مولانا سید گل بادشاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں خود تقسیم ہند سے قبل امرتسر جا کر حضرت امیر شریعتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو عرس میں شرکت کی دعوت پیش کی۔

حکمت وتدبیر اور وسعتِ ظرف

حضرت شاہ صاحبؒ ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ میں عرس کے موقع پر منکرات وبدعات اور خرافات کا شدید مخالف ہوں۔ میں نے عرض کیا: حضرت! میں تو آں محترم کو اس لیے دعوت دے رہا ہوں کہ آپ وہاں تشریف آوری فرما کر ختم نبوت کے مقدس اور اہم موضوع پر اہالیانِ سرحد کو محظوظ فرماویں اور آپ کو وہاں جو جو منکرات وخرافات نظر آئیں، ان کی پوری حریّت اور شرح صدر کے ساتھ تردید فرما کر نہی عن المنکر کا فریضہ زندہ فرماویں۔ میں خود فاضل دیوبند ہوں اور شیخ الاسلام، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ تلمیذ اور خوشہ چین ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے چہرۂ انور پر بشاشت وانبساط کے آثار چمکنے لگے۔ مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت شاہ صاحبؒ اب میری دعوت کو شرفِ قبولیت سے نوازیں گے۔ کافی دیر تک مراقبہ کی صورت میں متفکر رہے۔ پھر سر مبارک اٹھا کر فرمانے لگے کہ کونسی تاریخ میں یہ اجتماع منعقد ہوگا؟ میں نے تاریخیں بتا دیں۔ حضرت شاہ جیؒ نے انشرح صدر کے ساتھ وعدہ فرمایا۔ مجھے اپنے اسلاف واکابر کی وسیع الظرفی، جذبۂ دعوت وتبلیغ، اصلاحِ امت اور ردّ منکرات کے پاکیزہ احساسات وجذبات کا اندازہ ہوا۔ یہ مافوق العادۃ اخلاق وشمائل سے متصف بزرگانِ دین، بے جا تعصب اور نامناسب شدت وتصلب سے منزہ وپاک ہوتے

ہیں۔ان کے پیش نظر،اشاعت دین،اظہارحق،غلبۂ اسلام کے اہم مقاصدواہداف ہوتے ہیں۔

حضرت امیر شریعتؒ کا استقبال

حضرت شاہ جیؒ نے مقررہ تاریخ پر اپنے قدوم میمنت لزوم سے اہالیانِ سرحد کونوازا۔اشتہارات اوراخبارات کے ذریعے حضرت شاہ صاحبؒ کی تشریف آوری کی خوشخبریاں پہلے سے شائع ہوگئی تھیں۔مقررہ اجتماع میں لاکھوں فرزندان توحید نے شرکت فرمائی۔بندہ بھی اکوڑہ خٹک ریلوے سٹیشن پر اپنے بڑوں کے ساتھ حضرت شاہ صاحبؒ کے استقبال کے لیے حاضر ہوا تھا۔ریلوے سٹیشن میں بے پناہ ہجوم تھا۔مجلس احراراسلام کے کافی رضا کار اپنے مخصوص لباس میں پورے نظم وضبط کے ساتھ محوانتظار تھے۔میرے والد بزرگوارحضرت مولانا سید قدرت شاہ صاحبؒ بھی مجلس احراراسلام کے سرگرم رکن تھے۔ایک عجیب منظر تھا،دور سے ٹرین نے وسل دیا۔کچھ علماء کرام اور معتقدین حضرت شاہ جیؒ کے استقبال کے لیے راولپنڈی چلے گئے تھے۔وہ دور سے دروازہ میں اپنے رومال ہلا رہے تھے۔پتہ چلا کہ شاہ صاحبؒ اسی بوگی میں ہیں۔اکوڑہ خٹک کے ایک نوجوان عالم مولانا فضل من اللہ صاحب،جب شاہ صاحبؒ سے بغل گیر ہوئے،تو حضرت شاہ جیؒ نے فرمایا کہ''آؤ!داڑھی تبدیل کریں ،آپ کا وقار بن جائے گا،میرا رعب بڑھ جائے گا''پھرسٹیشن سے لے کرجلسہ گاہ تک حضرت شاہ صاحبؒ کوایک فقیدالمثال جلوس میں لایا گیا۔تمام راستے میں نعرہائے تکبیر،مجلس احراراسلام زندہ باد،امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری زندہ باد،تاج و تختِ ختم نبوت زندہ باد،اور قادیانیت،مرزائیت مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے اکوڑہ خٹک کے راستے اور درودیوار گونج رہے تھے۔حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریرات ۱۲ بجے شروع ہوئی اورٹھیک ۳ بجے سحری کے وقت پایۂ تکمیل تک پہنچی۔اللہ اکبر ،سامعین پرایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

حضرت شاہ صاحبؒ جب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی عرش معلّٰی سے یہ آیتیں نازل ہورہی ہیں۔اکوڑہ خٹک کی خواتین اپنے گھروں کی چھتوں پر بیٹھ کرحضرت شاہ جیؒ کے ایمان پروراورروح افزاخطاب سن رہی تھیں۔

بے مثال خطاب

دوسرے سال جب دوبارہ حضرت شاہ جیؒ کی تشریف آوری کی بشارتیں نشر ہوئیں،تو سرحد کے دور دراز علاقوں سے شیدایانِ اسلام پروانوں کی طرح اجتماع کے لیے حاضر ہوئے۔حضرت شاہ جیؒ جب سٹیج پر رونق افروز ہوئے،تو اس وقت سرحد کے ایک نادرۂ روزگار خطیب پروفیسر مولانا محمد ادریس صاحبؒ تصوف اورسلوک کے موضوع پر پشتو زبان میں پوری فصاحت،بلاغت اورسلاست کے ساتھ تقریر فرمارہے تھے،جو اپنے دور کے عظیم محقق اور مسلّم الثبوت سکالر تھے۔حضرت شاہ صاحبؒ ان کی تقریر کو پورے غوروخوض سے سن رہے تھے،ان کی تقریر کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔حضرت شاہ صاحبؒ پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔حد درجہ بشاشت وانشراح کے ساتھ خطبہ شروع فرمایا۔خطبہ میں پورے دس منٹ صَرف ہوئے۔سب لوگ رورہے تھے۔میرے کانوں نے آج تک کسی بڑے سے بڑے خطیب کا ایسا دلکش،جاذبِ قلب وجگر خطبہ نہیں سنا۔

جب علم غلام ہو

خطبہ کے بعد حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کی تعریف فرمائی ۔فرمایا کہ مولانا ادریس صاحب کی سلاستِ زبان، فصیحانہ بلیغانہ اندازِ بیان نے مجھے پشتو زبان پر عاشق کر دیا ہے ۔تصوف کے موضوع پر ان کی محققانہ تقریر کو میں سوفی صد سمجھ چکا ہوں۔ میں نے ساتھیوں سے پوچھا کہ مولانا ادریس صاحب کا مشغلہ کیا ہے،تو مجھے بتایا گیا کہ وہ ایک کالج میں پروفیسر ہیں۔ مجھے حد درجہ صدمہ ہوا کہ ایسے محقق عالم دین اور کالج میں ملازمت......علم جب غلام ہو جائے تو علوم اسلامیہ کی آزادانہ خدمت کیسے ہو سکے گی؟

مولانا ادریس صاحب! کسی دار العلوم اور دینی مدرسہ میں اپنے محققانہ علوم ومعارف سے تشنگانِ علوم کو سیراب فرمایا کریں۔ یہ تین سو روپیہ میں آپ کو کہیں سے بھی مہیا کر کے ادا کرتا رہوں گا۔ میں تو اتنا نکما نہیں ہوں، کہیں موذن بن کر یہ رقم جمع کر سکوں گا۔موذن کے ساتھ تو روٹیوں کی کمی نہیں ہوتی۔علماء دین اور خدام قرآن وحدیث کو اللہ تعالیٰ اتنی فراوانی کے ساتھ رزق عطا فرماتا ہے، جو کسی بڑے سے بڑے سرکاری آفیسر کو بھی مہیا نہیں ،اس کے بعد پھر حضرت مولانا ادریس صاحب نے کسی جلسہ میں تقریر نہیں فرمائی،ان کی تفسیر ''کشاف القرآن'' پشتو زبان میں بہترین تفسیر ہے۔مولانا ادریس صاحب جہاز کے حادثہ میں شہید ہو گئے تھے، جو پاکستان سے مصر جارہا تھا۔

مجھے عطر اور آپ لوگوں کو نصیحت

پھر شاہ صاحبؒ نے اپنے مخصوص انداز میں اپنی تقریر کا آغاز فرمایا۔ چند جملوں کے بعد فرمایا کہ یہ بد بو کہاں سے آرہی ہے؟ جلسہ گاہ کے قریب چمڑوں کے چھوٹے چھوٹے کارخانے تھے،جس سے بدبودار جھونکے محسوس ہو رہے تھے۔فرمایا کہ آپ لوگوں نے ایسے مقدس اجلاس کو''عطار خانہ'' میں منعقد کیا ہے۔کہیں کشادہ میدان میں ایسے منور اجتماع کا انتظام کرتے ۔ایک صاحب نے فوراً حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو عطر گلاب کی ایک شیشی پیش کی۔حضرت شاہ صاحبؒ نے عطر کو اپنی مبارک داڑھی پر لگایا،فرمانے لگے چلو، مجھے عطر کی شیشی مل گئی اور آپ لوگوں کو نصیحت ......کہ آئندہ اس عطار خانے میں ایسے مذہبی اجتماعات منعقد نہ کیا کریں۔

علماءِ حق کا کردار

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگانِ دین اور علمائے اسلام کی قربانیوں کے واقعات سنائے۔اکابرین دیو بند کے مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ فرمایا کہ انہوں نے برطانوی سامراج کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔اپنی جانوں اور زندگیوں کو قربان کیا۔علماء کرام کا مقام بہت اونچا ہے۔ان کو انبیائے کرام علیہم التسلیمات کی دعوت و ارشاد کی میراث سے نوازا گیا ہے۔علمائے کرام کے لیے اس دارفانی میں آرام وراحت نہیں ہے۔ان کو ہر باطل سے ٹکرانے کے لیے علوم نبوت سے نوازا گیا۔

دشمن کے مقابلے میں تیار رہنے کا حکم

دوسرے دن عصر کی نماز کے بعد حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ دریائے کابل کے کنارے تشریف لے گئے، جو اکوڑہ خٹک کے شمال میں واقع ہے۔ کافی علماء اور مجلس احرار کے رضا کار کا ہجوم تھا۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ پر پستول کی کاٹی دیکھ کر ایک عالم نے حضرت شاہ جیؒ سے استفسار کیا کہ حضرت آپ اس دفعہ پستول لے آئے ہیں۔ فرمایا:

''وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ان دشمنانِ اسلام کے دھمکانے اور ڈرانے کے لیے ہر قسم کا اسلحہ اور قوت مہیا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے قوت کی تفسیر میں فرمایا ''الا ان القوہ الرمی ''الرمی کا کلمہ اتنا جامع و مانع ہے کہ اس میں اسلحہ کی تمام اقسام داخل ہیں۔ تیراندازی سے لے کر پستول، بندوق، ٹینک، جنگی جہازوں کی بمباری اور جدید سے جدید جنگی آلات اس میں شامل ہیں۔ ترھبون، ارھاب سے ہے۔ ارھاب کا معنی ڈرانا، بدکانا، چرکانا، بِرکانا ہے پھر شاہ صاحبؒ نے اس میں کافی تفصیل فرمائی۔ ارھاب کے معنی اردو اور پنجابی میں بیان کئے پھر ہم سے پوچھنے لگے کہ ارھاب کے معنی پشتو زبان میں کیسے کریں گے؟ شاہ صاحبؒ کی عادت تھی کہ ایک کلمہ کی تحقیق میں مختلف زبانوں کے ترجمے فرمایا کرتے تھے۔

لَا لِنَفِی الْجِنْسَ کا مسئلہ

ایک دفعہ ''لَا نَبِیَّ بَعْدِی'' کی تشریح میں فرمانے لگے، لالنفی الجنس ہے۔ یہ جب کسی کلمے پر داخل ہو جاتا ہے، تو اس کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتا ہے۔ لا رجل فی الدار کا معنی ہے گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے۔ کارچ کوئی جنڑا نیئ گا، درخانہ ہیچ مرد نیست، پھر پوچھا پشتو میں کیا معنی کریں گے۔ ایک عالم نے جواب دیا...... '' کور کبنں چوک سرے نشتہ ''...... پھر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ ایک بھکاری نے ایک گھر کے دروازے میں کھڑے ہو کر آواز دی کہ اللہ تمہارا بھلا کرے، میں مسافر بھوکا ہوں، مجھے کچھ دال بھاجی دیدو، تو گھر کے اندر سے ایک آدمی نے جواب دیا کہ سائیں جی، گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے، تو فقیر نے کہا کہ بھائی آپ دو منٹ کے لیے آدمی بن کر مجھے روٹی لادیں۔ کیا آپ خسرے اور ہیجڑے ہیں؟۔ فرمایا کہ اے علماء کرام! لا کا کلمہ مجھ سے سیکھو۔ دیگر مسائل میں آپ حضرات سے سیکھوں گا، میں نے لا میں تخصص کیا ہے۔ میں نے مسئلہ ختم نبوت کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ ختم نبوت کے منکر قادیانیوں کو برٹش سامراج کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یہ فتنہ پوری قوت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اگر علماء و مشائخ نے ذرا بھر بھی تکاسل و تغافل سے کام لیا تو لاکھوں فرزندانِ توحید کو یہ قادیانی فتنہ اپنے ارتدادی سیلاب میں بہا لے جائے گا۔

امیر شریعتؒ کا عربی خطبہ تقریر

دارالعلوم حقانیہ، جو پاکستان کے بڑے اہم اسلامی مراکز میں ایک امتیازی، دینی اور علمی ادارہ ہے۔ اس کے بانی و مہتمم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر حضرت امیر شریعتؒ کئی بار دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ جلسۂ ہائے دستار بندی میں تشریف لائے تھے۔ ایک بار حضرت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ تقریر فرما رہے تھے۔ اچانک بجلی فیل ہوگئی۔ سٹیج پر بڑے بڑے علماء اور مشائخ جلوہ افروز تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ، ضیغمِ اسلام، شیر سرحد حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور دیگر بے شمار علماء موجود تھے۔ حضرت مولانا لاہوریؒ نے شاہ جیؒ کو مخاطب کیا۔ فرمایا: ''حضرت شاہ جیؒ! تشریف لائیں۔'' حضرت شاہ جیؒ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مولانا لاہوریؒ کرسی سے اترے اور حضرت شاہ جیؒ کو کرسی پر بٹھایا۔ شاہ جیؒ نے اپنے خصوصی انداز میں خطبہ شروع کیا۔ شاہ جیؒ کو رب العالمین جل جلالہٗ نے آوازِ داؤدی سے نوازا تھا۔ وہ ایک عجیب، دلکش روح پرور اور نرالے انداز میں خطبہ پڑھتے تھے۔ قرآن مجید کی آیت بھی قرأت و تجوید اور خوش آوازی سے تلاوت فرمایا کرتے تھے:

الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ‘ و نستغفرہ‘ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ‘ ومن یضللہ فلا ھادی لہ‘ و من نشھد ان لاالٰہ الااللہ وحدہ‘ لا شریک لہ و لانظیرلہ و لا مثیل لہ و نشھد ان سیدنا و سندنا و شفیعنا و مولانا امام الا تقیاء وسیدالانبیاء امام المتقین وسید المرسلین وخاتم النبیین بالیقین محمدا‘ امام المتقین و سید المرسلین و خاتم النبیین بالیقین محمدا عبدہ و رسولہ ولانبی بعدہ و لا رسول بعدہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہٖ وبارک وسلم

یا رب صل و سلم دائماً ابداً ۔۔۔ علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

محمد سید الکونین و الثقلین ۔۔۔ والفریقین من عرب و من عجم

جاء ت الدعوتہ الاشجار ساجدۃً ۔۔۔ تمشی الیہ علی ساقٍ بلا قدم

و قال حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فی مدح النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

وأحسن منک لم ترقط عینی

وأجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبراً من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

اما بعد، فأعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ما کان محمداً أبا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین وکان اللہ بکل شیءٍ علیما ، لما نزلت ھذہ الآیة الکریمة قال النبی صلی اللہ علیه وسلم :أنا خاتم النبیین لا نبی بعدی ،ولا رسول بعدی،ولا أُمة بعدکم ،صدق اللہ مولانا العظیم و صدق رسوله النبی الکریم و نحن علیٰ ذالک من الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین.

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے
کہ دروے بود قیل و قالے محمد

☆☆☆

میرؔ جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

حضرت امیر شریعتؒ کا خطاب

صدرِ محترم، بزرگانِ ملت، برادران عزیز! عام دستور کے مطابق اب جلسہ برخاست ہونے کا وقت ہے۔ پنجاب کے جلسے عموماً (رات کو) بارہ بجے ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر پٹھانوں کے جلسے نرالے ہیں، اب میری تقریر کی ابتداء ہے۔

حضرت محمد ﷺ آخری نبی اور امت آخری امت ہے

حضرات! میں نے کئی احادیث کے جملوں کو جمع کر کے بیان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، حضرت محمد ﷺ نہیں ہیں تمہارے باپ، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی وابدی میں تھا کہ آئندہ زمانہ میں جھوٹے مدعیان نبوت آئیں گے۔ دجالین، کذابین پیدا ہوں گے۔ اللہ نے اپنی ازلی ابدی کتاب قرآن مجید میں پہلے ہی سے متنبہ فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہوں گے۔ اللہ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور تم آخری امت ہو، تمہارے بعد کوئی امت نہیں آئے گی۔

مسئلہ ختم نبوت کی ترجیح کیوں؟

حضرات! آج ہماری جماعت، مجلس احرار اسلام مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ میں لگی ہوئی ہے۔ فتنہ مرزائیت اور قادیانیت کے دجل وفریب اور دسیسہ کاریوں کی دھجیاں اڑانے کے درپے ہوگئی ہے۔ بہت دنوں سے مسئلہ ترجیح میں پھنسا ہوا ہوں۔ ترجیح کے معنی کسی ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت اور فوقیت دینے کے ہیں۔ اس پر آشوب دور میں ترجیح کے قابل وہ مسئلہ ہے، جس پر ہماری جماعت احرار اسلام مصروف عمل ہے۔ میں دینی مدارس ومعاہد دارالعلوموں اور مذہبی تبلیغ کی ضرورت و اہمیت کا منکر نہیں۔ مگر ان تمام شعبوں کا بنیادی مسئلہ، تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ تبلیغ کا پہلا اور سب سے اہم شعبہ ہے

۔جس کا انکار قرآن وحدیث کے انکار اور بیخ کنی کے مترادف ہے۔

علماء، صوفیاء اور مشائخ کو انتباہ

ختم نبوت کے اسی اساسی عقیدہ میں اگر ذرہ بھر بھی فرق آجائے تو ایمان کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ میں دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم الشان، فقید المثال اجتماع میں علماء ومشائخ کے سامنے اپنے رنج وغم اور دکھ و درد کا بھرا ہوا پیغام سنانے آیا ہوں۔ فیضی کا شعر جو بچپن سے یاد ہے' بے دریغ زبان پر آیا:

یا با خبری ازخود و ازہر دو جہان
یا بے خبری از خود و ازہر دوجہان

☆☆☆

ان کنت لا تدری فتلک مصیبة
وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

محترم علماء کرام، معزز مشائخ عظام، گدی نشین حضرات! آپ کو کیا خبر؟ قادیانیت ومرزائیت کا خطرناک فتنہ کتنی تیزی اور قوت واشتعال کے ساتھ ہمارے پاکستان میں پھیل رہا ہے۔ برطانیہ کے اس خود کاشتہ پودے کے سر پر اب بھی برطانیہ کا ہاتھ ہے۔ آپ اس فتنہ کو معمولی سمجھتے ہوئے اپنے درس وتدریس میں مصروف، صوفیائے کرام اور گوشہ نشین حضرات اپنے خلوت خانوں میں بیٹھ کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دنیا سے قطع تعلق اور کنارہ کشی کو اپنا منتہائے مقصود اور ذریعہ فلاح سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے! ہم نے تو تبلیغ کا ٹھیکہ نہیں لیا۔ میں اکیلا تو دعوت وارشاد پر مامور نہیں بلکہ میں بھی رجل منکم ہوں۔

قادیانیت کے ایمان سوز جرائم

میرے محترم علماء کرام! آپ حضرات کو معلوم نہیں۔ قادیانی مبلغین پوری جسارت اور دیدہ دلیری سے سادہ لوح ،ان پڑھ مسلمانوں کو قادیانی بنا رہے ہیں۔ اگر بزرگانِ ملت اور علماء کرام' اس فتنہ کی سرکوبی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تو قادیانیت کے ایمان سوز جراثیم تمام عالم اسلام کو اپنے لپیٹ میں لے لیں گے۔ (دوران تقریر دور سے ایک آدمی نے آواز دی ۔حضرت! آواز نہیں پہنچ رہی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے جواب دیا کہ میری آواز ضرور پہنچے گی۔ اس نے دوبارہ کہا کہ آواز نہیں پہنچ رہی۔ شاہ جیؒ نے فرمایا کہ آپ مجھے ٹھیک جواب دے رہے ہیں اور شکایت کررہے ہیں کہ آواز نہیں پہنچتی۔ فرمایا کہ میں ابھی کراچی میں ایک عظیم اجلاس میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کر آیا ہوں۔ جس میں اسی ہزار کے لگ بھگ لوگ موجود تھے:

''ہمیں میداں، ہمیں چوگاں، ہمیں گو''

آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری آواز کو دور دراز تک پہنچائے' فرمانے لگے۔ یہاں خبیث ارواح موجود ہیں۔ یہاں مجھے

قادیانیت کے جراثیم محسوس ہورہے ہیں۔ یہ ان خبیثوں کی خباثت ہے بجلی کے کنکشن کو کاٹ دیا ہے۔(واقعی حضرت شاہ جیؒ کی ایمانی فراست درست نکلی۔ان دنوں اکوڑہ خٹک کے پوسٹ آفس میں جو پوسٹ ماسٹر تھا' وہ قادیانی تھا) جوں جوں رات گزرتی جارہی تھی۔حضرت امیر شریعتؒ کی آواز میں ایک خاص قسم کا جلال اور گھن گرج بڑھتا جارہا تھا۔ایک عجیب ایمان افزا اور وح پرور منظر تھا۔اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہورہی تھی)

امیر شریعتؒ......نادرۂ روزگار خطیب

حاضرین جلسہ محسوس کررہے تھے کہ تاجدارِ مدینہ رحمتِ کائنات ﷺ کا یہ نواسہ، مردقلندر' مسئلہ ختم نبوت میں فنائیت کے درجہ میں پورے اخلاص وللہیت کے ساتھ، دل کی گہرائیوں سے یہ کلام نکال رہا ہے۔اس لیے لوگوں کے قلوب میں نازل ہورہا ہے۔ردّ قادیانیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے علماءِ حق کا ایک جم غفیر پیدا فرمادیا تھا۔مگر شاہ جیؒ کو رب العالمین جل جلالہ نے قادیانیت کے شجرۂ خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لیے جس نادرۂ روزگار خطابت سے نوازا تھا۔وہ انہی کا حق اور انہی کا طرۂ امتیاز تھا۔اللہ تعالیٰ نے شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ و بیانات کو جس جاذبیت اور مقناطیسی کشش واثر سے نوازا تھا' وہ کسی اور خطیب کی تقاریر میں نہیں تھے۔حضرت شاہ صاحبؒ کے لیے شیخ الاسلام مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، قطب العالم حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، زینت العارفین شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، یادگارِ اسلاف حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور دیگر سینکڑوں اولیاء عبادالرحمٰن' دن رات دعائیں کرتے تھے۔وہ ہر باطل کے لیے ایک سیف مسلول تھے۔ان کی ایک ہی تقریر دیگر علماء کرام کے کئی تقاریر پر کئی درجہ وزنی ہوتی تھی۔

سلفِ صالحین کا جہادِ مسلسل

اے! تصوف کس کا؟ ابوبکرؓ کون تھے؟ کیا وہ تقویٰ، زہد وقناعت، عزیمت وایثار کے امام نہ تھے؟ عمرؓ کون؟ عثمانؓ کون؟ اور علیؓ کون؟ عباسؓ اور ابن عباسؓ کون؟ امام اعظم ابوحنیفہؒ کون؟ امام مالکؒ کون؟ امام شافعیؒ کون؟ امام احمد بن حنبلؒ کون؟ کون شیخ عبدالقادر جیلانیؒ؟ کون گنج بخشؒ؟ کون محی الدین چشتی اجمیریؒ؟ کون شمس تبریزؒ؟ کون حسنؓ، کون حسینؓ؟ کون کوئی جس پر رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے......کیوں......؟ یہ نفوس قدسیہ عارفین باللہ نہ تھے، رئیس الصوفیاء نہ تھے۔یہ سلسلہ سالکین رشد وہدایت کے سادات نہ تھے۔کیا ان صحابہ کرامؓ اور بزرگوں نے فریضۂ تبلیغ چھوڑ کر گوشہ نشینی کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا۔

مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی سرکوبی کس نے کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کے استحصال کے لیے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھیجی۔جنہوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کرکے دنیا کو اس فتنہ سے نجات دی۔ابوبکرؓ نے تو ان لوگوں سے بھی جہاد کرنے تہیہ کرلیا تھا۔جو زکوٰۃ دینے پر ہچکچا رہے تھے۔اب تو مرزائیوں نے اسلام کے بنیادی مسئلۂ ختم نبوت پر حملہ کیا ہے۔